مکتوب تھائی لینڈ

تھائی لینڈ کی مسلم اقلیت پر کیا گذر رہی ہے

(وقائع نگار خصوصی الحق مقیم تھائی لینڈ)

جب سے تھائی لینڈ کے مسلمان (پتانی) حکومت تھائی لینڈ کے نرغے میں پھنسے ہیں اس وقت سے آج تک اُن پہ قیامت برپا ہے۔ اور خدا جانے وہ طاغوتی طاقت کے نیچے کب تک رہیں گے۔ کبھی تو مسلمانوں اور حکومت کے درمیان بات چیت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور کبھی اچانک حکومت عوام پہ ظلم و ستم شروع کر دیتی ہے۔ خفیہ اور ظاہری طریقے تمام کے تمام بروئے کار لائے جاتے ہیں۔

حکومت کے ساتھ بات چیت کرتے ہوتے لاتعداد مسلمان لیڈر لقمہ اجل بن گئے۔ جن کے قتل کی وجوہات آج تک معلوم نہ ہو سکے۔ اور متعدد لیڈر اغوا کر لیے گئے۔ جن کی موت یا حیات کا پتہ تاحال کسی کو معلوم نہیں۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد ۱۹۴۵ء میں جب کہ مسلمانوں اور حکومت تھائی لینڈ کے درمیان بات چیت شروع ہوئی اور یہ فیصلہ طے پایا کہ مسلمان اپنی طرف سے متفقہ طور پر اپنے مطالبات پیش کریں۔ اور اپنا ایک نمائندہ حکومت سے بات چیت کے لئے بھیج دیں۔ لہٰذا مسلمانوں نے محمد سلونگ بن عبدالقدیر کو بات چیت کے لئے مقرر کیا۔ جناب حاجی محمد سلونگ بن عبدالقدیر ایک جیّد عالم اور عمرانیات کے ماہر انسان تھے۔ اور عوام کے مشہور لیڈر کی حیثیت سے مشہور تھے۔ حاجی موصوف اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ عوام کی طرف سے نمائندگی کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ اور اس بات چیت میں کئی سال بیت گئے۔ آخر ۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۸ء تک یہ بات چیت ہوتی رہی۔ مگر کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

بالآخر مسلمانوں کی طرف سے حاجی محمد سلونگ بن عبدالقدیر نے سات نکات پر مشتمل ایک دستاویز حکومت کو پیش کی جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ پتانی کے تمام صوبوں کا ایک ہی مسلمان گورنر ہو۔ جو یہاں کے عوام منتخب کریں گے۔ (یاد رہے کہ پتانی کے اس وقت سے لے کر آج تک چار ہی صوبے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ پتانی۔ یلا ستون اور نرا تیواٹ

۲۔ ان چار صوبوں کی تمام آمدنی انہی صوبوں پر خرچ کی جائے۔

۳۔ سکنڈری کلاسوں کے نصاب ملائی زبان میں ہوں جو یہاں کے باشندوں کی مادری زبان ہے۔
۴۔ ان چاروں صوبوں میں ۸۰ فیصد ملازمین یہاں کے باشندے ہوں۔
۵۔ ان چاروں صوبوں میں تھائی زبان کے ساتھ ساتھ ملائشیا کی زبان بھی سرکاری زبان قرار دی جائے۔
۶۔ ان چاروں صوبوں میں مکمل اسلامی آئین نافذ کیا جائے۔ اور مسلمانوں کی رسومات کو تحفظ دیا جائے۔
۷۔ عدلیہ کو اسلامی آئین کے تحت احکامات صادر کئے جائیں۔

یہی وہ سات نکات تھے جو حاجی محمد سلونگ بن عبدالقدیر کی نمائندگی میں حکومت تھائی لینڈ کو پیش کئے گئے۔ اس میں علیحدگی اور خود مختاری کے مطالبہ کا اشارہ تک بھی نہیں۔ لیکن حکومت مسلمانوں سے خود مختاری کے خدشات محسوس کرنے لگی ہے۔ اسی بات چیت کے دوران پٹانی کا گورنر تبدیل کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ دوسرا وفادار گورنر مقرر کر دیا گیا۔ ابھی اس گورنر کو متعین ہوئے صرف دو ہفتے ہی گذرے تھے کہ حاجی محمد سلونگ بن عبدالقدیر کی گرفتاری کے احکامات جاری ہوگئے۔ ۱۶ جنوری ۱۹۴۸ کا دن تھا اور اسی ہی دن کے غروب آفتاب ہونے کے ساتھ ساتھ حاجی محمد سلونگ بن عبدالقدیر کی قسمت کا فیصلہ ہو چکا تھا کہ چار پولیس کے سپاہی بمعہ انسپکٹر جنرل پولیس حاجی صاحب کے گھر داخل ہوئے۔ اور حاجی صاحب سے کہا کہ گورنر صاحب نے آپ کو ملاقات کے لئے طلب کیا ہے۔ انہوں نے گرفتاری کا اظہار اس لئے نہ کیا۔ کہ حاجی صاحب عوام میں بہت مقبول ہیں لہذا مزاحمت کے خطرہ کے پیش نظر ملاقات کا بہانہ کر کے ۸ بجے حوالات میں بند کر دیا۔ اور ان کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا۔ دو دن بعد حاجی صاحب کو پٹانی کے بڑے جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ ابھی یہاں دو مہینے بھی پورے نہ ہوئے تھے کہ وہاں سے بھی خفیہ طور پر تبدیل کر دیا

حاجی صاحب موصوف چونکہ ایک عوامی لیڈر تھے اور عوام میں بے چینی پیدا ہو چکی تھی لہذا حکومت کو یہ فکر دامنگیر ہوا کہ کہیں لوگ انہیں اغوا نہ کرلیں۔ لہذا اس جیل سے حاجی صاحب کو صوبہ نخن سی تمارٹ کے بدترین جیل میں تبدیل کر دیا۔

حاجی صاحب ایک خط میں رقم طراز ہیں

"میں موت کے انتظار میں گھنٹے اور منٹ گن رہا ہوں۔ میرے ساتھ جیل میں انتہائی ناروا سلوک کیا جاتا ہے۔ میں اپنے ماضی اور مستقبل پر جب نگاہ ڈالتا ہوں تو انبیاء کرامؑ اور صحابہ کرامؓ کی زندگیاں میرے سامنے آجاتی ہیں کہ انہوں نے مجھ سے کہیں زیادہ اذیتیں اور تکلیفیں برداشت کی ہیں۔ لہذا میرے لئے یہ عظیم سہارا ہے جو میں دل کو دے رہا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صبر اور استقامت کی توفیق بخشے۔ اور روز قیامت انبیاء صلحا اور شہدا کی صف میں کھڑا کرے۔ آمین یا الہ العالمین"

حاجی محمد سلونگ بن عبدالقدیر

یہ خط خفیہ طور پہ صوبہ یلا میں شائع ہوا ہے۔ بعدازاں حاجی صاحب مذکور کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ قرین قیاس یہی ہے کہ انہیں سزائے موت دے دی گئی ہے۔ حاجی صاحب کے علاوہ بھی سینکڑوں علماء کرام اور محبانِ وطن کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

روزنامہ اخبار تھائی رت ۵ رفروری ۱۹۸۱ء کا بیان ہے کہ صوبہ پتانی کی جامع مسجد کے پیش امام کو ایک نامعلوم شخص نے قتل کر دیا ہے۔ درحقیقت مولوی کا قتل حکومت کی سازش ہی سے ہوا ہے کیونکہ مولوی صاحب عوام میں بہت مقبول تھے۔ امامت اور خطابت کے علاوہ سیاسیات میں بھی ان کا بہت زیادہ عمل دخل تھا۔ لہذا موقعہ ملتے ہی انہیں شہید کر دیا۔

ضلع پتانی کے دارالعلوم نورالاسلام کے ایک نوجوان استاد جناب محمد مکی جن کی ۳۰ برس تھی کو شہید کر دیا گیا۔ مولانا محمد مکی صاحب دارالعلوم نورالاسلام میں طلبا کو ابتدائی کتابیں پڑھاتے تھے اور گردونواح میں بھی بہت مقبول تھے۔ اسی طرح اکثر مسلمان شہید کر دئے جاتے ہیں مگر قاتل گرفتار نہیں کئے جاتے۔ صاف ظاہر ہے کہ پس پردہ حکومت ہی یہ کارروائیاں کرا رہی ہے جس کے باعث عوام دن بدن حکومت سے متنفر ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کے خون کی یہ ارزانی ایک نہ ایک دن ضرور رنگ لائے گی۔

صوبہ یلا میں دو سال قبل ایک مسلمان کو شہید کیا گیا جو اپنے علاقے کا چیئرمین بھی تھا اور خدمت خلق میں پیش پیش تھا۔ ایک فوجی نے اسے گولی ماری۔ مگر لوگوں نے فوری طور پر اس فوجی کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔ حکومت نے چند یوم اسے جیل میں رکھ کر رہا کر دیا۔

اب بھی ان چاروں صوبوں میں لاتعداد سکول اور کالج بند ہیں۔ حکومت اور عوام دونوں ایک دوسرے سے بدظن ہیں۔ حج کمیٹی کا ایک مشہور و معروف رکن جو ہر سال بحری راستے حجاج کو لے جاتا تھا اسے بھی شہید کر دیا گیا۔ غرضیکہ جو آدمی بھی عوام میں مقبول ہوا سے شہید کر دیا جاتا ہے۔ اور اب مسلمانوں پر غیر مسلموں کے عقائد ٹھونسے جا رہے ہیں۔

۳ رمارچ ۱۹۸۱ء کو ضلع یلا میں ایک سکول کا سنگِ بنیاد رکھا گیا اور دعا کے لئے بدھ مذہب کے علماء کو بلایا گیا اور سنگِ بنیاد میں انہیں پیش پیش رکھا گیا۔ بعد میں مسلمانوں کے معززین کو آنے کی اجازت ملی۔ اور انہوں نے سنگِ بنیاد کے لئے دعا کی۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں مسلمانوں کی ۸۵ فیصدی آبادی ہے۔

سنگاپور کا ایک روزنامہ سٹریٹس ٹائم ۲۸ راپریل ۱۹۷۹ء اپنے نامہ نگار مس برارہ کے حوالہ سے لکھتا ہے۔ حکومت تھائی لینڈ کی پالیسی مسلمانوں کے وجود کے خلاف ہے۔ اور حکومت مسلمانوں کو یہاں سے نکال دینے کا تہیہ کر چکی ہے۔ مسلمانوں کو بلاوجہ قتل کر دیا جاتا ہے۔ اکثر فوج اور پولیس کے آدمی دوکانداروں سے پیسے ادا کئے بغیر سودا سلف زبردستی لے لیتے ہیں۔ فوج اور پولیس عوام سے تصادم کے مواقع خود مہیا کرتی ہے۔ مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی آزادی سلب کر لی گئی ہے اور مسلمانوں سے غلاموں جیسا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔

یہ ایک بیرونی اخبار کا تاثر ہے۔ آخر کوئی ایسا ہے کہ جو پٹانی کے مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار کرے۔ آج تو تمام عالم اسلام اپنے پسینہ میں ڈوب رہا ہے تو وہ اقلیت کی حیثیت میں رہنے والے بھائیوں کی کیا مدد کرے گا۔ آج مسلمان عیاشی میں مبتلا ہو چکے ہیں ؎

آ تجھ کو بتا دوں میں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

جو قوم اللہ تعالیٰ سے باغی ہو جاتی ہے اس کا انجام اس سے بھی بدتر ہوگا

پٹانی کے عوام اور علماء سے یہ اپیل ہے کہ آئیے ہم اپنے اپنے اعمال پر نظر ثانی کریں۔ تو اللہ تعالیٰ ہم سے یہ تمام مصائب دور فرما دیں گے۔ آج دنیا کے تمام ممالک سے مسلمانوں کے ساتھ ظلم و ستم کی آواز آ رہی ہے۔ آج وہ مسلمان کہاں ہیں جو اپنے بھائیوں کے درد پر دردمند ہو جاتے تھے مٹھی بھر یہودی مسلمانوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور کافی حد تک کامیاب ہیں۔

وزیر اعظم کیٹ سیونی اسمبلی میں تقریر کے دوران کہتے ہیں :-

"اگر کوئی تھائی لینڈ میں رہنا نہیں چاہتا تو نکل جائے۔ مگر تھائی لینڈ کی سرزمین سے ہم جانے نہیں دیں گے۔"

دوسرا وزیر اعظم چین پورٹ سرٹ کہتا ہے۔

"اگر یہ لوگ سیامی ہیں تو ان کو سیامی زبان کیوں نہیں آتی۔ اور اگر سیامی زبان نہیں آتی۔ تو سیام میں کیوں رہتے ہیں۔"

وزیر داخلہ پراپارٹے یوں کہتا ہے۔

"اگر آپ نہ ہوں تو کوئی بات نہیں مگر ہم سیام کی سرزمین آپ کے ساتھ جانے نہیں دیں گے۔"

"سیاست دان کیج سنگ قوم نامی پارٹی کے سربراہ ککرٹ پاموچ جو ۱۹۷۵ء میں دو سال تک وزیر اعظم رہے، کہا اگر کوئی سیام میں رہنا نہ چاہے تو بے شک نکل جائے مگر ہماری زمین اپنے ساتھ نہ لے جائے۔"

ان چاروں معروف ہستیوں کے تاثرات آپ نے پڑھے۔ قارئین خود سوچیں کہ کفار مسلمانوں کے متعلق کیا عزائم رکھتے ہیں۔ تھائی لینڈ کے اخوان المسلمین عالم اسلام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ متحد ہو جائیں اور اسلام دشمن عناصر کا مقابلہ کریں۔

نوٹ۔ بی بی سی ۱۲ مارچ ۱۹۸۱ء کے ایک نشریے میں بتایا گیا ہے کہ صوبہ یلا میں مسلمانوں نے بموں کے کئی دھماکے کئے جس سے سیاح لوگوں کی آمد و رفت پر کافی اثر پڑا ہے۔ نیز فلپائن میں باغی مسلمانوں اور حکومت کے مابین ایک جھڑپ میں ۸۰ مسلمان شہید ہو گئے۔ اور حکومت کے سخت اقدام کے باعث ہزاروں مسلمانوں نے اپنے گھر بار چھوڑ دیئے ہیں۔